معمولی سے غیر معمولی تک

محمد بشر انوار

بہ حیثیت مسلمان، ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس کرہ ارض پر کسی بھی ذی روح کو بغیر مقصد کے نہیں اتارا گیا جبکہ بنی آدم کو اشرف المخلوقات کہہ کر باقی مخلوق سے ممتاز کر دیاگیا۔حضرت انسان کو عقل سلیم عطا کرنے کے بعد اسے اجازت دی گئی کہ وہ تحقیق و تفکر کرتے ہوئے ایک طرف کرہ ارض کے پوشیدہ رازوں کو ڈھونڈ نکالے تو دوسری طرف اسے اپنی زندگی گذارنے کے طریقے و سلیقے بھی واضح کر دیئے اور تیسری سمت کی طرف حکم جاری کرتے ہوئے اپنی اور رسول کریمؐ کی اطاعت بھی لازم کر دی۔ یوں اس مختصر سی زندگی میں انسان کو تین جہتیں دے کر اسے اس امتحان گاہ میں بھیج دیا، اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اپنی زندگی کو کس طرح بسر کرتا ہے۔ آیا وہ ایک معمول کے مطابق اپنی زندگی کو گذارتا ہے یا کسی بھی جہت یا سمت میں کوئی غیر معمولی کارنامہ سرانجام دے کر، غیر معمولی حالات سے گذر کر اپنی زندگی کو غیر معمولی بنا لیتا ہے۔ بہرکیف غیر معمولی حالات سے گذرنا بھی انسان کے اپنے بس میں نہیں لیکن ان حالات سے گذرنے کے بعد انسان کا ان حالات میں غیر معمولی رسپانس ہی اس کو غیر معمولی بناتا ہے وگرنہ تو اس کرہ ارض پر کروڑوں /اربوں افراد معمول کی زندگی گذار کر منوں مٹی نیچے جا سوئے اور آج ان کو یاد کرنے والا بھی کوئی نہیں کہ وقت نے تمام آثار و نشانیاں ختم کرکے رکھ دیں۔

امجد صدیقی، 22برس کی عمر میں بسلسلہ روزگار سعودی عرب آئے اور بنک کی ملازمت اختیار کی، اپنی زندگی کے شب و روز ایک معمول کے مطابق گذارتے رہے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک ٹریفک حادثے میں ٹانگ ٹوٹ گئی، جس کا مناسب علاج کروانے کے بعد دوبارہ اپنی نوکری پر موجود رہے لیکن یہ حادثہ، عین ممکن ہے ایک اشارہ تھا، کہ کچھ عرصہ بعد ہی زیارت روضہ رسولؐ سے واپسی کے دوران گاڑی شدید حادثے کا شکار ہو گئی۔ اس حادثے میں ریڑھ کی ہڈی شدید متاثر ہوئی(ریڑھ کی ہڈی کو یوں ہی ریڑھ کی ہڈی تو نہیں کہا جاتا کہ اس کا متاثر ہوناپورے جسم کو مفلوج کر کے رکھ دیتا ہے، جس سے راقم اس وقت خود نبرد آزما ہے)لہذا اس تکلیف کا اندازہ بخوبی ہے کہ زندگی کس طرز اور نہج پر جا ٹھہرتی ہے۔ کسی کل چین نہیں، حتی کہ بسا اوقات سانس لینا بھی دشوار ترین، بہر کیف علاج کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو، اتقریباً اٹھارہ ماہ تک درجنوں آپریشن ہوئے مگر سب بے سود کہ جسم کا تقریباً تین چوتھائی حصہ مکمل طور پر بے حس و بے جان ہو گیا۔ ویل چیئر زندگی کی نئی ساتھی بن گئی کہ اس کے بغیر نقل و حرکت ہی ممکن نہ رہی، دوبارہ بنک کی ملازمت شروع کی اور جسمانی حالت کو دیکھتے ہوئے، بنک نے پر کشش ماہانہ پینشن کے عوض، نوکری ختم کرنے کی آفر کر دی۔ آفرین ہے امجد صدیقی کی ہمت پر کہ اپنی معذوری کو آڑے نہیں آنے دیا بلکہ الٹا کم تنخواہ پر نوکری شروع کر دی کہ یہ تو ابتداء تھی ایک عزم و ہمت و حوصلے کی لازوال داستان کی۔ بتدریج زندگی کی طرف گامزن امجد صدیقی نے نقل و حرکت میں تسلسل کی خاطر ایک اور اہم سنگ میل عبور کیا، اپنی گاڑی کا تمام تر کنٹرول ہاتھوں میں منتقل کیا اور اس قدر شدید حادثے کے باوجود گاڑی خود چلانے کو ترجیح دی، کسی قسم کے نفسیاتی خوف کو خود پر طاری نہ ہونے دیا۔ بنک میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کیا، معذوری کے باعث کوئی رعایت طلب نہ کی بلکہ اپنی لگن، جذبے اور ہمت کی بدولت " بیسٹ سٹاف" کا اعزاز حاصل کیا۔

ذاتی خرچ پر دنیا کے 52ممالک کے سفر پر نکلے اور اس دوران 1500 تحقیقی مراکز کے ساتھ ری ہیبلیٹیشن سینٹرز کا دورہ کیا۔
درجنوں سربراہان مملکت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا،پاسکتانی پرچم اٹھائے دنیا کے بیشتر ممالک میں ڈے پریڈ اور امن مارچ کی قیادت کی،امن کے سفیر کے طور پر ایک ممتاز شخصیت کے طور پر ابھرے۔جینے کا حوصلہ اور امنگ صرف اپنی ذات تک محدود نہ رکھی بلکہ اپنے جیسے سینکڑوں دوسرے معذور افراد کے لئے مشعل راہ بنے،ان کو نہ صرف واپس زندگی کے دھارے میں شامل کیا بلکہ ان کے روزگار کا بھی انتظام،اپنے وسائل کے مطابق کرتے رہے۔دنیا بھر کے میڈیا کی نظروں میں رہے،بے شمار انٹرویوز مقامی و عالمی میڈیا نے کئے،سپورٹس میں حصہ لیا اور 12کلزمیٹر ویل چیئر ریس جیتی۔
بنی نوع انسان کی فلاح کی خاطر،اپنی بیماری کے علاج کی خاطر، خود کو رضاکارانہ طور پر دنیا بھر میں تحقیق کے لئے پیش کر دیا۔
ان کوششوں میں امجد صدیقی کے اب تک 30آپریشن ہو چکے ہیں،جن کے سامنا امجد صدیقی نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی دلیری سے کیا۔ فلاحی کاموں میں بھی امجد صدیقی پیچھے نہیں بلکہ ہر مرحلے پر امجد صدیقی نے کھلے دل کے ساتھ اپنی دولت انسانی خدمت میں نچھاور کی ہے، خلیجی جنگ ہو،شوکت خانم ہسپتال کی تعمیر ہو،زلزلہ زدگان کی مدد ہو،سیلاب کی تباہ کاریاں ہو یا پھر بوسنیا میں انسانیت پر ظلم و ستم ہو،امجد صدیقی اپنی استطاعت کے مطابق خدمت خلق میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔1993میں بنک کی نوکری کو خیرباد کہہ کراپنے کاروبار کی بنیاد رکھی اورشبانہ روز محنت سے اس میں بھی کامیابی حاصل کی۔
وطن سے محبت کی ایک اور مثال قائم کرتے ہوئے 2008میں پاکستان میں صنعت سازی کا آغاز کیا اور کروڑوں کی سرمایہ کاری نہ صرف خود کی بلکہ غیر ملکی کاروباری حضرات کو بھی ملینزآف ڈالرزکی سرمایہ کاری کے لئے قائل کیا۔ اپنی اس خصوصی حیثیت میں دنیا بھر میں معروف ہوئے تو مختلف تعلیمی اداروں نے طلباء کی تربیت کی خاطر امجد صدیقی کے لیکچرز کا اہتمام کیاتا کہ نوجوان نسل جذبے،لگن،ہمت و حوصلے اور اولوالعزمی کے اس پیکر کو سن سکے اور زندگی میں اپنی ترجیحات کا تعین کر سکے۔امجد صدیقی بے شمار ایوارڈ،ٹرافیاں،شیلڈز اور اعزازات اپنے نام کر چکے ہیں،سعودی عرب نے انہیں پہلی بار PIONEER AND TALENTED کا اعزاز دیا۔ امجد صدیقی کی زندگی کا سفر ابھی رکا نہیں بلکہ وہ آج بھی اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام میں مشغول ہیں،اپنا ہر کام خود کرتے ہیں،انسانیت کی خدمت میں ہمہ وقت پیش پیش ہیں۔
ایک حادثے نے امجد صدیقی کی زندگی بدل کر رکھ دی ورنہ کون کہہ سکتا تھا کہ امجد صدیقی آج اس مقام پر ہوتا؟یا ایک عام بینکار کی حیثیت سے کسی بینک میں معمول کی زندگی گذارتے گذارتے ریٹائرڈ ہوجاتا؟زندگی میں ہونے والے حادثے بھی انسان کو موقع فراہم کرتے ہیں کہ آیا وہ اس حادثے میں اپنا حوصلہ وہمت ہار جائے،معذوری کو اپنی کمزوری بنائے یا اس معذوری کو اپنا ہتھیار بنا کر خود کو بلندیوں و رفعتوں پر لے جائے؟امجد صدیقی نے دوسرا کٹھن راستہ چنا اور آج دنیا بھر کے لئے ہمت و جوانمردی کا استعارہ بن چکا ہے،ONE IN A MILLION کا خطاب یونہی کسی کے حصے میں نہیں آتا،امجد صدیقی بجا طور پر اس کا مستحق ہے کہ اس نے "معمولی" سے "غیر معمولی" تک کا سفر انتہائی ہمت و حوصلے اور درد میں گذر کرطے کیا ہے۔ "غیر معمولی" ہونے کے لئے امجد صدیقی نے بہت سخت، کٹھن اور "غیر معمولی" حالات کا سامنا کیا ہے،اور یہ سفر ابھی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔